سوال

مشکل یہ ہے کہ کچھ سالوں سے خاوند مجھے حقیر سمجھ رہا ہے اور میرے جسمانی حقوق بھی ادا نہیں کر رہا حتی کہ بوسہ تک چھوڑ رکھا ہے ، اور گندی قسم کی جنسی فلمیں دیکھتا رہتا ہے ، میری اولاد بھی ہے میرے خیال میں اس کا حل طلاق نہیں (اولاد کی وجہ سے) تو اب آپ بتائیں کہ اس کا حل کیا ہوسکتا ہے ؟ میں اس معاملہ میں اپنے خاوند کے ساتھ بات کرنے میں جھجک محسوس کرتی ہوں ۔

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے ، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

اول :

سوال کرنے والی مسلمان بہن آپ اپنے خاوند سے اس معاملہ میں بات کرنے میں جھجک محسوس نہ کریں ، اس لیے اسے حل کرنے کے لیے اس سے بات چیت ہی سب سے زیادہ بہتر اور اچھی چیز ہے ۔

آپ اسے وعظ و نصیحت کریں ، اور اسے کوئی اچھی اور بلیغ بات کہیں ، اسے اللہ تعالی کے عذاب اور اس کی ناراضگی یاد دلائیں ، جہنم کے عذاب سے خوف دلائیں ، اسے آپ اہل و عیال کے متعلق امانت اور ذمہ داری کا احساس کرائیں اور یاد دلائیں ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

(تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارہ میں سوال ہوگا آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اور وہ اپنی اس رعایا کے بارہ میں جوابدہ ہوگا) ۔

اور اس کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ اسے بتائیں کہ جو کچھ وہ آپ کے ساتھ کر رہا ہے وہ گناہ اور معصیت و نافرمانی ہے ، اور اس قسم کی مخرب الاخلاق اور خبیث قسم کی فلموں کا مشاہدہ اسے اللہ تعالی اور اس کے ذکر سے دور کر دے گا ، ہوسکتا ہے اس سے اس میں نرمی پیدا ہوجائے اور نصیحت حاصل کرے ۔

آپ اس سے ایسا سلوک حکمت اور مصلحت کو مد نظر رکھتے ہوئے کئی ایک بار کریں ، اگر وہ پھر بھی آپ کی بات تسلیم نہ کرے تو پھر آپ کے خیال میں جو لوگ اس مسئلہ میں کچھ فائدہ مند ہوسکتے ہیں ان سے تعاون اور مدد حاصل کریں مثلا اہل علم ، اور اس کے رشتہ دار و اقربا میں سے اچھے قسم کے لوگ جو اصلاح پسند ہوں یا پھر اس کے وہ دوست جن کی بات وہ رد نہیں کرتا ۔

دوم :

آپ کوشش کریں کہ اسے چند ایک تقریروں اور علمی دروس کی کیسٹیں سنائیں چاہے وہ ڈاریکٹ ہوں یا ان ڈایریکٹ طریقے سے ، اور آپ اسے کچھ اسلامی کتب بھی پیش کریں جو اس موضوع میں ہوں ہوسکتا ہے اس سے ہی اس کا دل نرم ہوجائے اور وہ حق کی طرف پلٹ آئے ۔

سوم :

اور اگر یہ سب کچھ بھی فائدہ مند ثابت نہ ہوسکے تو پھر آپ اپنے اور اس کے خاندان میں سے ایک ایسے شخص کو منصف مقرر کریں جس کے بارہ میں آپ سمجھتی ہوں کہ ان کی دخل اندازی کی بنا پر تعلقات اچھے ہوں گے اور وہ اس برائی اور گناہ اور شر سے دور ہوجائے گا اور وہ لوگ اصلاح پسند بھی ہونے ضروری ہیں ، اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

اوراگر تم خاوند، بیوی کے درمیان آپس کی ان بن کا خوف محسوس کرو تو ایک منصف مردوالوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ تعالی دونوں میں ملاپ کرا دے گا، یقینا اللہ تعالی پورے علم والا پوری خبر والا ہے النساء (35) ۔

اگران دونوں منصفوں نے اصلاح کرنی چاہی تو ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کے درمیان ملاپ کرائے اور آپ کو خیر و بھلائی اور اطاعت پر اکٹھا ہونے کی توفیق دے ، اور آپ دونوں کے درمیان خاوند بیوی کی طرح اچھے طریقے سے محبت پیدا کرے اور آپ کو اکٹھا کر دے ۔

چہارم :

اور اگر یہ منصف بھی تم دونوں کے درمیان اتفاق پیدا نہ کر سکیں تو پھر اگر آپ صبر اور برداشت کر سکیں تو اپنے خاوند پر مندرجہ ذیل حل پیش کریں :

کہ وہ دوسری شادی کرلے اور آپ اس کے ساتھ ہی رہیں چاہے وہ آپ کے پاس نہ بھی آئے اور آپ کے جسمانی حقوق نہ بھی ادا کرے لیکن شرط یہ رکھیں کہ وہ ان گناہوں اور معاصی کو ترک کر دے اور آپ اپنی اولاد سمیت اس کے پاس ہی رہیں اور وہ آپ پر خرچہ کرتا رہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں جو صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں ، اور صلح بہت ہی بہتر اور اچھی چیز ہے النساء (128) ۔

یہاں پر اصلاح اور صلح کے کئی ایک معنی ہیں : جس میں سے یہ بھی ہے کہ :

بیوی خاوند کو اس بات کی اجازت دے دے کہ وہ اس کی باری کسی اور بیوی کو دیتی ہے اور اس کے بدلے میں وہ اسے اپنی عصمت میں ہی باقی رکھے ۔

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ :

ام المومنین سودہ بنت زمعۃ رضی اللہ تعالی عنہا جب بوڑھی ہو گئیں تو انہوں نے اپنی باری والا دن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو ھبہ کر دیا ، تو سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کی باری والے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ تعالی کے پاس رہتے تھے ۔

صحیح بخاری حدیث نمبر (4914) صحیح مسلم حدیث نمبر (1463)

اور سودہ رضی اللہ تعالی عنہا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ایک تھیں ۔

اور اگر یہ حل یا اسی طرح کا کوئی اور حل پیش کرنے پر بھی آپ کے درمیان اتفاق اور جمع نہ ہو سکے اور آپ میں صبر و تحمل کی استطاعت نہ ہو تو پھر طلاق کی سوچ اس وقت ہونی چاہیے جب آپ یہ یقین کر لیں کہ اس شخص کے ساتھ رہنا علیحدگی سے زیادہ نقصان دہ ہے تو پھر ہم یہ کہیں کہ آپ اس حالت میں اللہ تعالی کے اس فرمان کی طرف آئیں :

اور اگر خاوند اور بیوی دونوں جدا ہو جائیں تو اللہ تعالی اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اور اللہ تعالی بڑی وسعت اور حکمت والا ہے النساء (130) ۔

آپ کے اس معاملہ کی صعوبت اور مشکل اس بات کی متقاضی ہے کہ آپ حتمی طور پر اللہ تعالی سے رجوع کریں اور اس سے توفیق اور تعاون طلب کریں کہ وہ آپ کو کوئی صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

ہم آپ کو ایک بار پھر یہ یاد دلائیں گے کہ خاوند کو نصیحت کرنا اور اسے صحیح راستے کی طرف لانے کی کوشش کرنا ہر حالت میں واجب ہے اللہ تعالی آپ کی حفاظت و نگہبانی فرمائے ۔

واللہ اعلم.

الشیخ محمد صالح المنجد

7669